شبِ معراج

یادگارِ عروجِ اسلام

از

سید نبی احمد شہید اندرابی

شائع کردہ

اندرابی پبلیکیشنز، ملارٹہ، سرینگر

قیمت :

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ
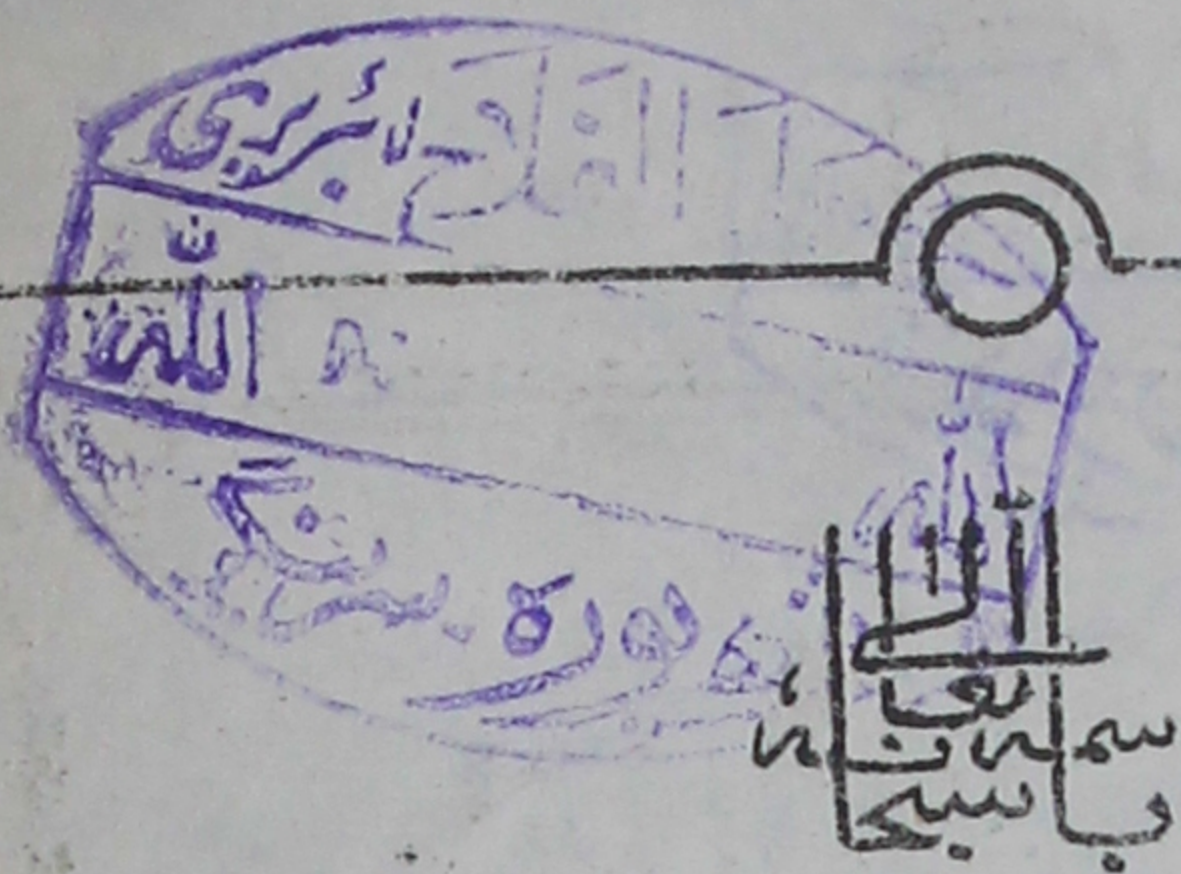
حضرت مولانا سید نبی احمد اندرابی شہیدؔ (میرے والد مرحوم) کی ذات گرامی گوناگوں صفات کا مجسمہ تھی۔ وہ طالب علم بھی تھے اور عالم و فاضل بھی۔ وہ مبلغ بھی تھے اور مصنف بھی۔ شعر و شاعری سے انہیں خاص لگاؤ تھا۔ شہیدؔ تخلص رکھتے تھے اور اردو فارسی کے علاوہ کشمیری میں بھی شعر کہتے تھے۔ علم سے انہیں بے پناہ محبت تھی اور انکا اکثر وقت مطالعے میں صرف ہوتا۔ انہوں نے کئی اہم موضوعات پر قلم بھی اُٹھایا اور کئی مختصر رسائل قلمبند کئے۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہم موضوع پر انہوں نے ایک نئے انداز میں یہ مختصر رسالہ تحریر فرمایا ہے اور فلسفۂ معراج کو عروج اسلام کی یادگار کے طور پیش کیا ہے۔

میں اس مختصر رسالہ کو شب معراج کی تقریب سعید پر شائع کر کے آپکی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اُمید ہے قارئین میری اس حقیر کوشش کو پسند کریں گے اور میرے والد محترم کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں گے۔

احقر

وجیہہ احمد اندرابی

میرہ محلہ، ملارٹہ، سرینگر ۱۹۰۰۰۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
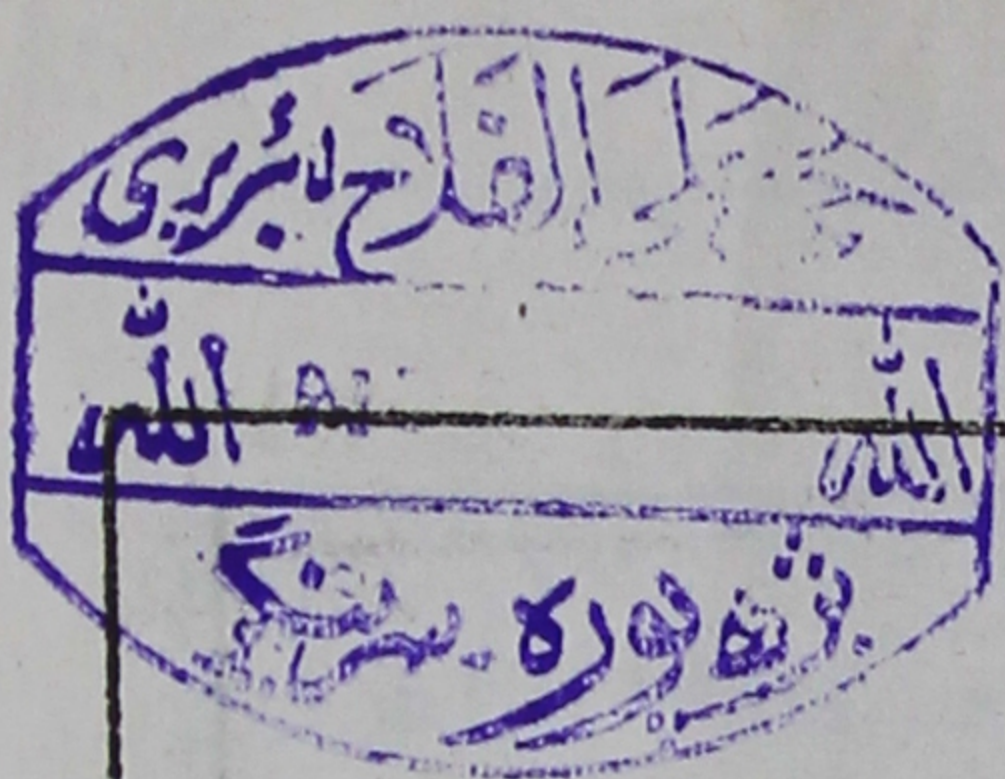
ہر چیز جو کسی قسم کی عظمت و اہمیت رکھتی ہو سمجھدار لوگوں کے خیال میں ضرور اس قابل ہوتی ہے کہ اس کی کوئی یادگار قائم کی جائے اور قائم ہو جانے کے بعد اس کو بحال اور باقی رکھنے کی انتہائی کوشش کی جائے۔ قیام یادگار کا عقلی طور پر یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جس صفت کی وجہ سے اہم چیز کی اہمیت پیدا ہو گئی ہوتی ہے اس صفت سے جو بہتر سے بہتر سبق بعد میں آنیوالوں کو حاصل ہو سکتا ہے اس کے حصول کا اشتیاق بڑھ جائے۔ مثلاً شب قدر نزول قرآن کی یادگار ہے اس لئے شب قدر میں جاگنے والے تلاوت قرآن کی زیادہ سے زیادہ رغبت اپنے اندر محسوس کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو صحیح رہنمائی کرنے والا کوئی آدمی شب قدر کی اہمیت کا اصلی راز سمجھا دے۔

وعلےٰ ھٰذا القیاس

معراج

معراج کی سعادت وعزت ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خصوصی امتیاز اور مخصوص شان کے ساتھ عنایت ہوئی۔ جس میں بشارات واشارات کا بیش بہا خزانہ موجود ہے اور اس سارے خزانے پر واقف ہو جانا دوسروں کے لئے نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہے کیونکہ جو اسرار ورموز اس شب میں حبیب کبریا حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے آ گئے وہ تو بالعموم آپ ہی کے ساتھ مخصوص تھے البتہ غور کرنے والے طالبان اشارات کے حصے میں جو کچھ آیا ہے اس میں سے مشتی نمونہ خرواری یہاں پیش کیا جاتا ہے:۔

اسلام کا بنیادی عمل

مذہب اسلام اللہ تعالےٰ کی وہ عام رحمت ہے جس سے عالم کو عمومی رنگ میں نوازا گیا۔ سارے کیش وآئین گذشتہ کو تقویم پارینہ قرار دیکر اس عالم گیر دستور کو صلح وآشتی کا پیغام بنا کر دنیا کے سامنے رکھدیا گیا جو ہر گذشتہ خوبی کی تصدیق کرتا ہے اور اپنے اندر وہ لائحہ عمل رکھتا ہے جو ارتقاء وعروج اقوام وملل کے لئے ایک واحد نسخہ ہے۔ ہر مصدقہ مذہب کی تصدیق کرتا ہے (مصدقاً لما بین یدیه) اور ہر سابق صادق کی عزت کرنا اس کے اولین اصول میں داخل ہے (یومنون بما

اُنزل الیک وما اُنزل من قبلک) گذشتہ سچائیوں کی روح کو اپنے اندر لیئے ہوئے جو لائحہ عمل پیش کرتا ہے۔ وہ اس کے بغیر کسی اور کے پاس نہیں ملتا۔ اور نہ مل سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہر پرانی خوبی اس میں موجود اور جو ساری کائنات اس کے اندر ہے وہ اس کے بغیر ہر کیش و دستور میں مجموعی حیثیت سے مفقود۔ اس لئے اس کی کلیات و جزئیات پر عبور رکھنے والے سے خود ہی اس کی عقلی اپیل کرنے پر مجبور ہے کہ وہ اس جدید دستور کو قبول کرے تاکہ دنیا کی کل ہدایات و سعادات سے اپنے دامن امید کو بھرا ہوا پائے گا اور ساتھ ہی ایک عالم گیر لائحہ کا ممبر بن جانیکا فخر بھی حاصل کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی طرف لوگ خود بخود کھچے چلے آتے ہیں حالانکہ یہاں کوئی مشن نہیں اور نہ ہی مسلمانوں کی خیرات کا مصرف سادہ لوح مسلمان نے تبلیغی سرگرمیوں کو قرار دیا ہے۔ بلکہ سادہ لوح مسلمان اپنی خیرات سے بہت سے لوگوں کیلیئے بے کاری کی رغبت کا باعث بن رہا ہے۔ وہ اپنی خیرات و صدقات ایسے لوگوں کو پہونچا دیتا ہے جن کا دن رات محض یہ انتظار کرنے کے لئے وقف ہے کہ کون مسلمان مرتا ہے ؟ کس کے ہاں نکاح خوانی ہوگی ؟ کون وعظ کرانا چاہتا ہے ؟ اور کس کے ہاں دعوت فقراء کا کھانا پکتا ہے ؟ اور ان انتظار کی گھڑیوں میں وہ اپنے عزیز اوقات کو تو آپس کی حاسدانہ سرگرمیوں میں بسر کرتے ہیں یا غیبت وغیرہ میں گذارتے ہیں یا اگر موقع ہاتھ آئے تو متقیانہ مراتب سے نیچے اتر کر اپنے تقویٰ کے آبگینے کو کسی اور طریقے سے چور چور کرتے ہیں۔ الغرض موجودہ مسلمان نے فرض

تبلیغ سے اپنی سرگرمیوں کو اور اپنی خیرات کو کلیتہً خارج کر رکھا ہے۔ یہاں تک کہ عیسائیوں کی دیکھا دیکھی جن حضرات نے تبلیغ کے نام پر ادارے قائم کر رکھے ہیں ان کا اندرونی کام اور پس پردہ نظام بھی ارباب بصیرت کو حالات پر واقف ہونیکے بعد کم سے کم یہ محاورہ یاد دلاتا ہے "آنچہ انساں میکند بوزینہ ہم"۔ مگر باوجود اس کوئی ہفتہ ایسا نہیں گذرتا کہ جس میں کوئی نہ کوئی انسان حلقہ بگوش اسلام نہیں ہو جاتا ہو۔ اور اس کی وجہ صرف وہ اصول ہیں جو اس دستور کو عالمگیر دستور بنانے کے کفیل بنے ہوئے ہیں۔

یہ تو مذہب اسلام کا ایک اجمالی نقشہ ہے جس کی تفاصیل معلوم کرنے کیلئے مبسوط کتب اور طویل مدت درکار ہے۔ اس نقشہ کو پیش کرنے سے ہماری غرض حقیقت اسلام پر ایک طائرانہ نظر ڈالنا تھا۔ اس لئے اب ہم اصلی مدعا کی طرف رجوع کر کے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس عظیم الشان دستور کی بنیاد بھی غیر معمولی اور عظیم الشان ہونی چاہیئے۔ یہ بنیاد کیا ہے؟ احادیث صحیحہ میں صراحتہً مذکور ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ امور پر ڈالی گئی ہے جن میں پہلا امر وہ ہے جو اسلام میں داخل ہونے والے کی خیالاتی دنیا میں ایک غیر معمولی تلاطم اور قیامت خیز انقلاب پیدا کر کے پہلے ہی قدم میں اسے وہ عروج یا بالفاظ دیگر ہدایت ہی میں ایسے وہ نہایت دکھاتا ہے کہ اس سے آگے کوئی دوسری نہایت نہیں۔ یعنی اسکو آب و آتش، خاک و باد کے سفلی دیوتاؤں سے خیر و شر کی تخلیق کا ہوارہ کرنیوالے ناقص القدرۃ اور محدود اختیار رکھنے والے اہرمن و یزداں سے الوہیت کی

وحدانیت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنیوالے اقانیم ثلثہ کی دوراز عقل و خرد تصوری (جو ایک کو تین اور تین کو ایک کے مساوی ٹھہراتی ہے) کارخانہ خدا کو بے ناخدا کشتی کی طرح، پھر (یا دہر اور نظام شمسی کی) گردش کے حوالے کرنے والے عاقل نما غیر مفکروں کے اس جھمیلے سے کہ نیچر کو بے عقل و بے شعور۔ بے علم و بے اختیار بھی مان لیا جائے اور پھر اسی کو کارخانۂ عالم کا مؤثر و مدبر اور کارپرداز مقتدر بھی تسلیم کر لیا جائے غرضیکہ دوراز عقل و خرد جملہ خیالات و عقائد کے پست ترین قعرے اٹھا کر اسے ایک ایسے معبود کا عابد بنا دیتا ہے جس کا ہمسر کوئی نہیں اور اس کی قدرت و طاقت میں کسی قسم کی کمی نہیں۔ وہ کسی معین و مددگار یا اولاد و ازواج کا محتاج نہیں۔ اس کی ذات ایک اور اس کی صفت یکتا ہے ظاہر ہے کہ جب کوئی انسان اس ہستی کا غلام بن جائے جس کے قبضہ و تصرف میں سب عناصر ہیں تو وہ اگنی دیوتا یا جل دیوتا وغیرہ کے سامنے کیوں دب جائے۔ اور جب اسکا معبود وہ ہو جس کے تسلّط میں نور و ظلمت دونوں ہی ہیں تو اسے ظلمت بنانے والے اہرمن یا صرف روشنی پیدا کر سکنے والے نیروان کی کیا ضرورت ہوگی؟۔ اسی طرح جب وہ اس معبود کا عبد ہے جسے نہ تو باپ کی ضرورت ہے نہ بیٹے یا بیٹی کی حاجب تو وہ کس لئے ان اقانیم کے آگے سر عبودیت کو جھکائے گا جن میں کوئی بیٹا ہو کر اپنی عاجزی کا اعتراف باپ کی طرف محتاج ہونے کی صورت میں کر رہا ہے اور کوئی باپ بن کر اپنے آپ ہی اپنے بے مثل ہونیکا انکار کرتا ہے۔ اور پھر ہر ایک ان میں سے ببانگ دہل یہ بھی کہہ رہا ہے کہ میرے پاس خدائی کا صرف ایک ثلث "$\frac{1}{3}$" ہے۔ علی ہذا القیاس جب اُسے ایسا معبود مل گیا جو تمام اوصاف حمیدہ کی کائنات کا مالک ہر قسم کے عیب و کمی

کوتاہی سے خالی اور پاک ہے۔ سوچ۔ سمجھ۔ دانش۔ اختیار۔ قدرت سب کچھ رکھتا ہے تو اُسے کیا پڑی ہے کہ ایسے پنجر کے حوالے سارے عالم کے اس مکمّل و مرتب نظام کو کردے جو خود بے اختیار۔ بے شعور اور بے علم و عرفان ہے۔ مختصر یہ کہ جتنے خیالات دنیا والوں نے ایسے اختراع کئے ہیں کہ انکا ماننے والا دماغی ترقی سے محروم اور غلط تصویروں کو مان لینے کی وجہ سے پسماندہ اقوام کا شریک حال بن جانے پر مجبور رہا بے عقلی کو عقلمندی۔ سفیہانہ خیالات کو عاقلانہ رجحانات غلط ڈھکوسلوں کو فلسفہ تصوّر کرنے کا عادی ہو جائے۔ ان تمام دماغی پستیوں سے ذہنی و علمی پس ماندگیوں سے۔ خیالاتی اور اعتقادی انحطاط سے نکالنا اور ذہنی اور خیالاتی شاہراہ ترقی پر کھڑا کر دینا اسلام کا پہلا بنیادی اصول ہے جس کیلئے وہ الفاظ مقرر ہیں جنکے مجموعے کو کلمۂ شہادت کہا جاتا ہے۔

دوسرا بنیادی اصول وہ ہے جسے **نماز** کہتے ہیں۔ یعنی جب کوئی شخص توحید و رسالت کا صحیح مفہوم ذہن نشین کرنے کے ذریعے ذہنی اور اعتقادی طور پر اسلام میں دخل ہوا تو عملی طور پر دخول فی الاسلام کا پہلا زینہ **نماز** کہلاتا ہے بالفاظ دیگر اسلام میں داخل ہونے سے جو انقلاب ارتقائی انسان کی خیالاتی دنیا میں پیدا ہوتا ہے اس کا اقرار اگرچہ زبان کے ذریعہ سُننے والوں کے کانوں تک پہونچتا ہے لیکن عملی طور پر جو مظاہرہ سب سے پہلے اہل نظر کے سامنے آتا ہے اس کو "**نماز**" کہتے ہیں۔

نماز کے اثرات غیر مسلم پر جن تغیرات اور تبدیلیوں کا رنگ چڑھاتے ہیں ان میں حسب ذیل امور داخل ہیں:۔

(۱) بدن کی صفائی اور مکان و لباس کی صفائی۔

(۲) مضرت رساں جراثیم اور ہر قسم کی کثافت اور تلویث و نجاست سے بدن۔ مسکن۔ "پہناوے" (یعنی تمام ماحول) کو اس قدر پاک و صاف رکھنا کہ کسی قسم کی بیماری کا خطرہ باقی نہ رہے۔

(۳) بدن۔ مسکن اور لباس کی کثافت سے کسی قسم کا کسل (آلس۔ آلکس) اسکے پاس نہ آنے پائے۔

(۴) بار بار پانی کا استعمال کرنا تاکہ نادانستہ طور پر بھی کوئی کثافت موجود نہ رہے۔

(۵) اوقات کا پابند کر کے اس کی زندگی کو پروگرام کی زندگی میں تبدیل کر کے حیوان کی طرح کسی لائحہ عمل اور کسی پروگرام کے بغیر زندگی بسر کرنے سے اس کو روکنا۔

(۶) بدنی۔ زبانی۔ دماغی ریاضت اور ورزشوں پر شامل ایسی عبادات کا عادی بنانا کہ بہ یک وقت زبان۔ قلب۔ دماغ۔ بدن۔ جسمانی اور روحانی ریاضت میں مشغول کر سکے۔ زبان سے جس امر کا اظہار کرے دل کے خیالات کو بھی اس کے مطابق بنا دے۔ اس کے ساتھ ہی اپنی جان۔ اپنا وجود عالم کی سب سے بڑی باقدرت و با دانش اور با اختیار طاقت کے سامنے قربانی کے لئے پیش بھی کرے اور مخالفین حق و صداقت کے لئے سینہ سپر ہو کر کامیاب سپاہی کے رنگ میں ڈٹ کر کھڑا بھی ہو جائے۔ غرضیکہ ایک ہی لمحہ میں سپاہی بھی ہے اور عابد۔ جفاکش بھی ہے اور نیاز مند بھی اور ہر قسم کے سکون و خشوع کا مجسمہ بھی بن رہا ہے۔ اور ساتھ ہی حق کے محاذ پر ثابت قدم سپاہی ہونے کی تیاری کا مظاہرہ بھی کر رہا ہے۔ تمام تنظیمی شکلوں رب عظیم

کے سامنے ادا کرتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ سپاہ گری کے آئین کا مشاق بھی اپنے آپ کو ثابت کر رہا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس بناء پر اگر **نماز** کو اسلام کا بنیادی عمل کہا جائے تو یہ عقلاً و نقلاً درست و صحیح ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ عالم علم الاولین و آخرین حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین صلے اللہ علیہ و آلہٖ وصحبہ وسلم اجمعین نے **نماز** کو **عماد الدین** (دین کا ستون) قرار دیا اور اس کے لئے یہی نام تجویز فرمایا اور کفر و اسلام کا فرق و امتیاز صرف **نماز** کو ٹھہرایا۔ نماز کی اقامت کو اقامت دین کی علامت اور نماز کی رسم مٹانے کو دین مٹانے اور منہدم کرنے کا مترادف قرار دیا۔ وجہ بالکل واضح ہے کہ اسلام ایک انقلابی اور کامل ترین ارتقائی تحریک ہے جو ہر قسم کی پسماندگی کا خاتمہ کر کے مسلمانوں کو اپنے اصول و آئین کی بدولت ارتقاء کی آخری منزل تک پہونچانے کا پروگرام بنا چکا ہے (کاش مسلمان خصوصاً علماء اسلام اس پروگرام کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں) اور اس کی عملی بنیاد نماز سے شروع ہوتی ہے جس نے اس بنیاد کو مضبوط کر دیا وہ عمارت کو اوپر تک پہونچا کر رکھے گا اور جس نے بنیاد ہی نہ ڈالی یا غلط بنیاد ڈالدی وہ نہ تو عمارت کو بنا سکے گا اور اگر بنا بھی دے گا تو یہ عمارت ضرور منہدم ہو کر رہے گی۔ یعنی بے نماز کے اعمال کا انجام کسی طرح بھی اس ارتقاء پر ختم نہیں ہو سکتا جس کی تحصیل کے لئے وہ تحریک دنیا میں جاری ہوئی ہے جسے اسلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

الغرض اسلام کے عروج یعنی آخری ارتقاء کی تحصیل کا پہلا سبب

اور اس تحریک کا پہلا زینہ **نماز** ہے۔ اسی وجہ سے نماز کا "لائحہ عمل" دوسرے فرائض و شرائع سے ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔ اور وہ شان یہ ہے کہ نماز کا لائحہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دیگر اعمال کی طرح نازل نہیں کیا گیا بلکہ یہ لائحہ عمل سپرد کرنے کیلئے آپؐ کو مقام "دنی فتدلی" محفل قرب میں بلا کر انتہائی عروج پر پہونچایا گیا۔ پھر وہاں بھی "فکان قاب قوسین او ادنی" کا منصب عالی پہلے آپ کو دیا گیا جب جا کر آپ کے سپرد نماز کا لائحہ عمل ہوا۔ جس کو وہ خود لے کر عالم ناسوت میں لوٹ آئے۔ پھر اس کا جائزہ لینے کیلئے کلیم اللہ علےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو متوجہ فرمایا گیا اور اس طرح دس مرتبہ کی مراجعت کے بعد اس لائحہ عمل کو اس شکل پر لایا گیا جو امت کے پاس قیامت تک کیلئے موجود ہے۔ اور اسی کے اندر امت کے عروج کی ساری کائنات مضمر ہے (بشرطیکہ امت کو اس کے معلوم کر لینے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق نصیب ہو) اور اسی کے ترک کے ساتھ امت کا ہر زوال بھی وابستہ ہے۔ قدرتی چیز اور خدائی امور پر سادگی کا پردہ ہوا کرتا ہے وہ دیکھنے میں نہایت سرسری ہوتے ہیں لیکن اگر اہل بصیرت ان میں غور کریں تو ان کے اندر حکم و بصائر اور اسرار قدرت کا ناپیدا کنار سمندر موجود ہوتا ہے۔ نماز کو سرسری طور پر دیکھنے والے اور اس کی سطح سے آگے نہ بڑھنے والے اگر اسے اٹھک بیٹھک کہیں تو یہ انکی بے خبری اور بے بصری خود ہی ان کی معذرت پیش کرتی ہے۔ ان کو نظر انداز کر کے اہل نظر کیلئے نماز ہی اہل اسلام کا وہ عملی پروگرام ہے جس کو رموز و اشارات اور

حرکات و سکنات اور عبادات اس انقلابی تحریک کا مبدا ہیں جس کا نام اسلام ہے اور وہی اس معراج ترقی کے آخری زینے پر پہونچانے کے کفیل ہیں جو مذکورہ بالا انقلابی تحریک کی غرض و غایت ہے۔ تجربہ نے ایک مرتبہ بتا بھی دیا ہے کہ نماز گذار سپاہیوں نے قیصر و کسریٰ کے تخت کو کس سہولت کے ساتھ حاصل کیا چنانچہ جب ایک مرتبہ پارس کے جہاں بان کو اپنی تربیت یافتہ مسلم فوج کثیر التعداد جانبازوں کی نہتے فوجی تربیت سے کورے اور اسلحہ سے عاری عربوں کے ہاتھوں سے شکست پر شکست سے حیرت و استعجاب ہوا تو اس نے جائزہ لینے پر اپنے جاسوس مامور کئے۔ انہوں نے یہ رپورٹ پیش کی کہ ہم نے ان لوگوں کو دن بھر لڑتے دیکھا اور رات بھر نماز و تہجد میں مصروف پایا۔ باقی کوئی ان میں ایسی بات نہیں جو قابل ذکر ہو۔ اس نے سن کر نماز ہی کو ان کی فتح مندی کا راز قرار دیا۔ جس کے سامنے صد ہا برس کی سلطنت پارس کا سامان حرب۔ تربیت یافتہ افواج قاہرہ اور دیگر تمام امور بےکار ثابت ہوئے۔ اور اس کا یہ فیصلہ اسلامی اصول کی کسوٹی اور معیار عقلی پر بھی پورا اترتا ہے۔ کیونکہ مسلمان نماز ہی کی وجہ سے تنھیٰ عن الفحشاء ہر قسم کی عیاشی، اور بدکاری سے کلیتاً پاک تھے۔ نشہ اور مسکرات سے محفوظ ہو چکے تھے۔ توحید نے ان کو غیر اللہ سے بے خوف بنا دیا تھا۔ اور احدی الحسنیین کے وعدے نے ان کے قلوب میں زندگی کی محبت کی جگہ موت کا عشق پیدا کر دیا تھا۔ اس لئے وہ یقین کر چکے تھے کہ صرف نماز گذار سپاہی اس ترقی کو حاصل کر سکتا ہے جو اسلام کی انقلابی تحریک کا آخری مقصد ہے۔ یعنی اعلاء کلمۃ اللہ اور ظاہری و نیم پرستیوں

سے کٹ کر حقیقی باطنی قوت اور روحانی طاقت ان کو حاصل ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ انسانی شکل میں فرشتے بن گئے تھے اور ان کے مقابلے میں کوئی مادی طاقت نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ نہ وہ کسی خطرناک بہادر یا مادی سلاح و سامان کو خاطر میں لاتے تھے۔

مختصر یہ کہ اسلام کا بنیادی عمل نماز ہے اور نماز کا لائحہ جس شب میں عالم بالا کے اندر مکمل ہوا اسی کو شب معراج کہتے ہیں۔ اور جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں معراج ترقی سے نوازا گیا۔ اسی طرح ایک مسلمان کو عبودیت کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ اعلیٰ ترقی نماز کے ذریعہ سے ہاتھ آسکتی ہے پس نماز اور عروج اسلام ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں اور جس شب میں نماز کی تجویز کو مکمل کر دیا گیا ہے وہ شب اور وہ تاریخ یہ استحقاق رکھتی ہے کہ اُسے عروج اسلام کی یادگار کے نام سے پکارا جائے (یاد کیا جائے) نصوص صحیحہ سے ثابت ہے کہ یہ وہی شب ہے جس کو شب معراج کیا جاتا ہے۔ ؎

آرائش سرمدی است امشب
معراج محمدی است امشب

شب معراج میں مسلمان کیا کرتے ہیں؟

اہلِ اسلام میں سے ایک گروہ وہ ہے جو شب معراج کو ایک معظم شب قرار دیتا ہے مگر اس کے متعلق جب اس کی تاریخ سال لبنال آتی ہے

تو کسی قسم کا کوئی خاص عمل تجویز نہیں کرتا۔ اور دلیل میں یہ کہتا ہے کہ معراج و اسراء دونوں کے، دونوں ہجرت سے پہلے ہوئے تھے لیکن نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اس تاریخ کو یعنی ۲۷ رجب کو نہ تو مکہ میں اور نہ ہی مدینہ میں بطور یادگار منایا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے جانشینوں نے بھی بطور یادگار نہیں منایا۔

دوسرا گروہ عوام اہل اسلام کا ہے جو اس تقریب کو مناتا ہے اور مختلف طریقوں سے اس موقع پر اپنی عقیدت و محبت کا اپنے آقا و نامدار صلعم کے ساتھ اظہار کرتا ہے۔ ان میں سے بعض کا طریقہ ایسا بھی ہوتا ہے جس پر اہل علم کو اعتراض ہو سکتا ہے مثلاً ایسے مظاہرے جس میں مشغول رہنے والے ترک فرائض کے گناہ کا ارتکاب کریں یا کسی امر حرام میں مبتلا ہو جائیں ایسے مظاہرے یقیناً قابل ترک اور واجب الاصلاح ہیں۔ جو لوگ معراج شریف کے نام پر ایک عظیم الشان جلوس نکالتے اور فرض نمازوں کو ترک کرتے ہیں وہ یقیناً ترک نماز کر کے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یا جو لوگ اس موقع پر ایسے میلے قائم کرتے ہیں جس میں فسق و فجور کے امکانات پیدا ہوتے ہیں ان کا فعل بھی قابل تعریف نہیں ہو سکتا۔

ان امور کو دیکھ کر میں نے غور کر کے یہ اخذ کیا ہے کہ معراج شریف کی تاریخ میں اگر کوئی نیک بندہ اپنی عبودیت کا مزید مظاہرہ کرنا چاہے تو اسکو امور ذیل میں غور کرنا چاہیے۔

(۱) شب معراج درحقیقت فریضۂ نماز کی یادگار ہے اس لئے اس میں

کثرت سے نمازیں پڑھ لینا اور بے نمازوں کو ہر ممکن ترکیب سے نمازی بنانے کی کوشش کرنا اس شب کے ساتھ اچھی مناسبت رکھتا ہے۔

(۲) اسراء کا ذکر کرتے ہوئے قرآن پاک نے سبحان الّذی اسریٰ سے شروع کیا ہے اس لئے تسبیح کو اس واقعہ سے کامل نسبت ہے۔

(۳) اس شب میں جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقام دنیٰ فتدلّٰی میں پہونچے تو آپؐ نے التحیات للہ والصلوات والطیبات الخ پڑھ لی اور رب العزت جل مجدہ نے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے آپؐ کو نوازا اور آپؐ نے اس نوازش میں امت کو شامل کر کے السلام علینا وعلےٰ عباد اللہ الصالحین سے تکمیل فرمائی —— اس لحاظ سے ذکر اللہ کرنا۔ دعاء مانگنا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کثرت سے درود وسلام بھیج دینا دوسرے غیر ضروری یا غیر مشروع امور کے مقابلے میں نہایت بہتر ہے واللہ الموفق والمعین۔
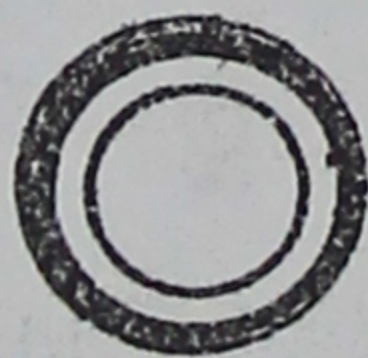
* خوشنویس: شریف احمد
* طباعت: نیو کشمیر پریس سرینگر

سید غیب احمد اندرابی شہید

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد مخزنِ اسرارِ وحدت — محمد باعثِ ایجادِ رحمت
محمد قاسمِ الطافِ رحمٰن — محمد حاملِ انوارِ [illegible]
محمد روحِ جسمِ ہر دو عالم — محمد توبہ مقبولِ آدم
شبِ اسریٰ عروجِ او مسلّم — کہ شد فرشِ قدم عرشِ معظّم
زِ حسنش حسنِ یوسف در تب و تاب — زِ نورش نورِ نیّر نقش بر آب
ز رخش آب شد حسنِ صباحت — بحسنش عاشق و شیدا ملاحت
جمالِ حسنِ او انعام و اکرام — جلالِ عشقِ او تبلیغِ احکام
سر و پایش سراپا ناز و نعمت — رخِ زیباش پیغامِ مسرت
قباحت ہائے ما را پردہ پوش است — بطرف از ائے ما جملہ گوش است
نگاہے سوئے ما فرما ز احسان — بچشمِ رحمتی بر ما غریبان
نگاہے از کرم بر ما عاصیان کن — غریقِ رحمت و عفوِ نہاں کن

ز فضلت مسِ قلبم کیمیا شد
کہ خاکِ درِ شہید بے نوا شد